41

# محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بے مثال عظمت و شان

(فرمودہ 18 دسمبر 1948ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

"آج کا دن وہ دن ہے جبکہ ہزاروں میلوں سے مختلف زبانوں میں باتیں کرنے والے مختلف قوموں کے افراد مختلف تمدنوں کے عادی لوگ کھچے کھچے اس مقام پر جا پہنچے ہیں جہاں تیرہ سو سال سے زیادہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کا وہ نبی پیدا ہوا تھا جو تمام نبیوں کے کاموں کو پورا کرنے والا اور نبوت کا آخری پیغام پہنچانے والا تھا۔ صدیاں گزریں مکہ کے لوگوں نے اس کی آواز کو سنا اور کہا نکل جا اور دُور ہو جا، ہم تیری بات کو سننا نہیں چاہتے۔ مکہ کے لوگوں کی دنیوی لحاظ سے حیثیت ہی کیا تھی۔ نہ وہ کوئی بڑے بادشاہ تھے، نہ ان کا تمدن کوئی ایسا اعلیٰ درجہ کا تھا کہ اس کی وجہ سے وہ دنیا پر خاص اثر رکھتے ہوں، نہ وہ علوم و فنون کے ایسے ماہر تھے کہ یونان کے فلسفہ کی طرح ان کی دنیا پر دھاک بیٹھی ہوئی تھی، نہ وہ ایسے فاتح تھے کہ سکندر اور خورس کی طرح دنیا میں ان کا نام روشن ہو۔ معمولی حیثیت کے انسان تھے جیسے یہاں کے پہاڑی راجے ہوتے ہیں بلکہ اس سے بھی کم، مگر محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حیثیت ان کے مقابلہ میں بھی اتنی کمزور تھی کہ وہ سمجھتے تھے کہ ہمارے سامنے یہ شخص ٹھہر ہی نہیں سکتا اور وہ بھی اپنی آواز کی اتنی قیمت سمجھتے تھے کہ خیال کرتے تھے کہ اس کی آواز ہماری آوازوں کے سامنے ضرور دَب جائے گی۔ وہ اس کو ایک مقامی فتنہ خیال کرتے تھے اور دنیا اس کو ایسا ہی سمجھتی تھی جیسا کسی چھوٹے سے گاؤں میں دو زمینداروں کے درمیان آپس میں کسی کھیت پر لڑائی ہو جاتی ہے۔

اس لڑائی کا اثر ارد گرد کے گاؤں پر بھی نہیں پڑتا۔ اس لڑائی کا اثر اس گاؤں پر بھی نہیں پڑتا جس میں لڑائی ہوئی ہوتی ہے۔ بسا اوقات وہ دونوں لڑ جھگڑ کر گھر آ جاتے ہیں اور خود ان کے محلہ کے لوگوں کو بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ان کی آپس میں کوئی لڑائی ہوئی ہے۔ پس بظاہر وہ ایسی ہی لڑائی تھی جو مکہ والوں کی محمد رسول اللہ ﷺ سے جاری تھی۔ مکہ والے خیال کرتے تھے کہ وہ اپنے اس حقیر دشمن کو مٹا دیں گے۔ اسے تباہ اور برباد کر کے رکھ دیں گے لیکن آج اگر دنیا کے پردہ پر ابو جہل کو لا کر کھڑا کر دیا جائے۔ اگر آج عتبہ اور شیبہ اور اسی قسم کے دوسرے دشمنوں کو لا کر کھڑا کر دیا جائے جو مکہ میں دن رات رسول کریم ﷺ کو دکھ دیا کرتے تھے اور یہ خیال کیا کرتے تھے کہ محمد (ﷺ) کا نام دنیا سے مٹا دیں گے تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ جائیں کہ آج ملک کے لوگ تو الگ رہے، یمن کے لوگ تو الگ رہے، مدینہ کے لوگ تو الگ رہے، نجد کے لوگ تو الگ رہے، دنیا کے ہر گوشہ اور ہر ملک کے لوگ چاروں طرف سے دوڑتے ہوئے مکہ میں اکٹھے ہو رہے ہیں۔ وہاں جاوا سے بھی لوگ پہنچ چکے ہیں، سماٹرا سے بھی پہنچ چکے ہیں، چین سے بھی پہنچ چکے ہیں اور ہندوستان سے بھی پہنچ چکے ہیں۔ غرض ہر قوم، ہر جتھہ اور ہر گروہ کے لوگ آج بے تحاشا عاشقوں کی طرح محمد رسول اللہ ﷺ کی آواز پر یہ کہتے ہوئے اکٹھے ہو رہے ہیں۔ ہم آ گئے، ہم آ گئے۔ مکہ کے لوگوں نے محمد رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا کہ تُو یہاں سے نکل جا۔ خدا نے کہا تم اسے یہاں سے نکالتے ہو۔ مَیں ہمیشہ دنیا کے کناروں سے لوگوں کو یہاں اکٹھا کروں گا جو لَبَّیْكَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ کہتے ہوئے دوڑتے چلے آئیں گے کسی کی آنکھیں دیکھنے والی ہوں تو وہ دیکھے، کسی کے کان سننے والے ہوں تو وہ سنے کہ مکہ والوں نے کیا کہا اور خدا نے اس کا کیا جواب دیا۔ مکہ والوں نے کہا تھا کہ تم ان کا بائیکاٹ کر دو، ان کے کھانے بند کر دو۔ یہ خود بخود تباہ ہو جائیں گے۔ مکہ والوں کے پاس کیا تھا۔ ایک وادی غیر ذی زرع جہاں نہ کھیتی باڑی ہوتی ہے نہ کھانے کے لئے چیزیں ملتی ہیں۔ وہ باہر سے غلّہ لاتے اور کھاتے ہیں یہاں تک کہ مکہ میں زیادہ جانور بھی نہیں ہوتے کیونکہ وہاں ان کے چارہ کے لئے کوئی رکھ نہیں۔ عرب کا گھوڑا بہت مشہور ہے لیکن مکہ میں چند گھوڑوں سے زیادہ نہیں ملتے۔ جب ہم عرب کا گھوڑا کہتے ہیں تو اس سے مراد نجد کا گھوڑا ہوتا ہے۔ ورنہ مکہ گھوڑوں سے

خالی ہے۔ صرف چند بڑے بڑے امراء کے پاس گھوڑے ہوتے ہیں عام لوگ اپنے پاس گدھے رکھتے ہیں کیونکہ گدھے سادہ خوراک پر بھی رکھے جاسکتے ہیں۔

بہرحال مکہ والوں نے کہا۔ ہم اس کی روٹی بند کر دیں گے۔ یہ آپ ہی تباہ ہو جائے گا۔ ہمارے رب نے اس کا کیا ہی لطیف جواب دیا۔ ہمارے رب نے کہا تم محمد ﷺ کی روٹی کیا بند کرتے ہو۔ ہم ہمیشہ تمہاری روٹی محمد ﷺ کے ذمہ لگا دیتے ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر دنیا کے چاروں طرف سے حاجی مکہ مکرمہ میں نہ جائیں تو مکہ کے لوگ بھوکے مر جائیں۔ ہر سال ہزاروں نہیں لاکھوں حاجی، کروڑوں روپیہ خرچ کر کے وہاں جاتے اور اس طرح مکہ والوں کے لئے سامان معیشت بہم پہنچاتے ہیں۔ یہ کیسا شاندار اور رحم والا بدلہ ہے جو خدا نے اپنے رسولؐ کے لئے لیا۔ انہوں نے کہا تھا ہم اس کی روٹیاں بند کر دیں گے۔ خدا تعالیٰ نے کہا اب ہم قیامت تک تمہاری روٹیاں اس رسول کے طفیل لگا دیتے ہیں۔ عام حالات میں علاوہ عرب کے حاجیوں کے ہر سال چالیس پچاس ہزار حاجی باہر سے وہاں جاتے ہیں اور بعض دفعہ تو یہ تعداد لاکھ دو لاکھ تک بھی پہنچ جاتی ہے اور ہر ایک حاجی وہاں اوسطاً تین چار سو روپیہ سے لے کر دو دو چار چار ہزار روپیہ تک خرچ کرتا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ ان دنوں میں باہر سے جانے والے حاجی ڈیڑھ کروڑ سے لے کر پندرہ بیس کروڑ روپیہ تک ہی قدر مراتب اور مختلف سالوں کے لحاظ سے کہ کبھی حاجی کم آتے ہیں اور کبھی زیادہ اور مختلف موسموں کے لحاظ سے کہ کبھی چیزیں مہنگی ہوتی ہیں اور کبھی سستی۔ وہاں خرچ کرتے ہیں۔ اگر اوسط تین چار کروڑ روپیہ بھی فرض کر لیں تو کم از کم چار کروڑ روپیہ ان دنوں میں وہاں جا پہنچتا ہے۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ کا بھی ٹیکس ہوتا ہے اور یہ ٹیکس ان ٹیکسوں کے علاوہ ہے جو گورنمنٹ بالواسطہ وصول کرتی ہے مثلاً وہاں کھانے پینے کی چیزوں پر بھی ٹیکس ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر دکاندار کوئی اور چیز بیچے تو اسے اپنی آمد کا ایک حصہ گورنمنٹ کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ اگر حاجی وہاں نہ جائیں تو عرب حکومت چند سالوں میں ہی متزلزل ہو جائے کیونکہ اس کی آمد کا بہت بڑا حصہ حاجیوں سے وابستہ ہوتا ہے۔ اب دیکھو آج تیرہ سو سال گزرنے کے بعد جو نظارہ ہمیں نظر آرہا ہے اور جو شان و شوکت محمد رسول اللہ ﷺ کی ہمیں دکھائی دے رہی ہے اس کا

اندازہ اور قیاس بھی پہلے لوگ کہاں کر سکتے تھے اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے۔ جیسے کوئی شخص میاں بیوی کو آپس میں ملتا دیکھے تو اس وقت وہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ عورت بانجھ ہو گی یا صاحب اولاد۔ مرد نامرد ہو گا یا اس کا کوئی بچہ ہو گا۔ پھر اگر بچہ پیدا ہوا تو وہ زندہ رہے گا یا نہیں اگر زندہ رہے گا تو وہ علم والا ہو گا یا جاہل۔ اگر علم والا ہو گا تو وہ اپنے علم کو استعمال کرنے والا ہو گا یا نہیں۔ اگر علم کو استعمال کرنے والا ہو گا تو اسے کامیابی کے مواقع میسر آئیں گے یا نہیں۔ اگر کامیابی کے مواقع اسے میسر آ گئے تو وہ ان مواقع سے فائدہ بھی اٹھا سکے گا یا نہیں اور اگر ان مواقع سے وہ فائدہ اٹھا سکا تو اسے ایسا ماحول بھی میسر آئے گا یا نہیں جس میں وہ پنپ سکے اور ترقی کر کے دوسروں کی نگاہ میں ایک ممتاز مقام حاصل کر سکے لیکن اس کے مقابلہ میں ایک وہ شخص ہوتا ہے جو ایک فاتح کو اس کی فتوحات کے زمانہ میں دیکھتا ہے اس کی بلندی اور شان و شوکت کے زمانہ میں دیکھتا ہے۔ اس وقت وہ ان خیالات کا اندازہ بھی نہیں کر سکتا جو اس کے ماں باپ کی شادی میں شامل ہونے والوں کے دلوں میں تھے اور نہ اس کے ماں باپ کی شادی میں شامل ہونے والے ان فتوحات کا قیاس کر سکتے تھے جو ان کے بیٹے کو حاصل ہونے والی تھیں اور یا پھر اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی شخص ایک درخت لگاتا اور زمین میں اس کی گٹھلی بوتا ہے۔ وہ اس وقت اندازہ اور قیاس بھی نہیں کر سکتا کہ اس درخت کی آئندہ کیا حالت ہو گی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ گٹھلی گل سڑ جاتی ہے اور اس سے کوئی درخت پیدا نہیں ہوتا اور بسا اوقات اس سے ایک بہت بڑا درخت پیدا ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ تو اس کا پھل ایسا لذیذ نکل آتا ہے کہ لوگ دور دور سے اسے دیکھنے کے لئے آتے اور اس کا پھل منگوا کر استعمال کرتے ہیں۔ پھر وہ آہستہ آہستہ ساری دنیا میں مشہور ہو جاتا ہے۔ دور دور سے لوگ اس کا پیوند حاصل کرنے کی کوشش کرتے اور اپنے اپنے علاقہ میں اس کا بیج لگانا شروع کر دیتے ہیں اور اس کے میٹھے اور لذیذ پھل کو کھا کر لطف حاصل کرتے ہیں مگر وہ جس نے اس درخت کو پہلی دفعہ لگایا وہ اس کا بیج بوتے وقت یا اس کی گٹھلی لگاتے وقت ان لوگوں کے خیالات کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ جنہوں نے اس کا لذیذ اور میٹھا پھل کھایا اور اس کے سایہ میں آرام حاصل کیا اور نہ اس کے ذہن کے کسی گوشہ میں یہ نظارہ آ سکتا ہے کہ دور دور سے بیوپاری آتے ہیں اور اس کا پھل اپنے اپنے

علاقوں میں لے جاتے ہیں یا کیا وہ قیاس بھی کر سکتا ہے کہ لوگ آئیں گے۔ درخت کے مالک کی منتیں کریں گے اور کہیں گے ذرا ہمیں بھی اس کا پیوند لگا لینے دو تا کہ ہم بھی اپنے علاقہ میں اس کا نمونہ قائم کر سکیں۔ یہی حال محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ترقی اور آپ کی عزت و عظمت کا ہے۔ حق یہ ہے کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صحابہؓ نے بھی آپ کی ترقی کا وہ نقشہ نہیں دیکھا جو ہمیں نظر آ رہا ہے اس لئے کہ ان کے زمانہ میں ابھی اسلامی طاقت کمزور تھی بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ اسلامی ترقی کے زمانہ میں بھی محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی فتوحات کا وہ نقشہ نظر نہیں آ سکتا تھا جو آج اس تنزل کے زمانہ میں نظر آ رہا ہے کیونکہ لوگ اس وقت سمجھتے تھے یہ ترقی کی ایک رَو ہے جو جاری ہو گئی ہے۔ ممکن ہے یہ رَو کچھ عرصہ کے بعد مٹ جائے اور ترقی جاتی رہے۔ دنیا میں بڑے بڑے سیلاب آئے ہیں جو گاؤں کے گاؤں بہا کر لے جاتے ہیں مگر کچھ عرصہ کے بعد لوگ بالکل بھول جاتے ہیں کہ کبھی کوئی سیلاب بھی آیا تھا لیکن اگر کوئی ایسا سیلاب آئے جو ملک کو ایسا برباد کر دے کہ اس کی نظیر پہلے کئی سو سال میں نہ ملتی ہو تو سینکڑوں سال تک لوگ اس کو یاد رکھتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تباہی بہت بڑی تباہی تھی۔ اس طرح درخت پھل دیتے ہیں مگر کچھ عرصہ کے بعد وہ پھل دینے سے رہ جاتے ہیں۔ کھیتیاں غلہ پیدا کرتی ہیں مگر ایک عرصہ کے بعد ناکارہ ہو جاتی ہیں لیکن بعض ایسے درخت بھی ہوتے ہیں جو سو سو دو دو سو سال تک پھل دیتے چلے جاتے ہیں۔ پیوندی آم ہوں تو پچاس ساٹھ سال تک پھل دیتے ہیں اور اگر کوئی تخمی آم کے درخت ہوں تو وہ سو دو سو سال تک پھل دیتے ہیں لیکن اگر کوئی ایسا آم کا درخت ہو جو دو ہزار سال تک پھل دیتا چلا جائے تو تم سمجھ سکتے ہو کہ کتنی دور دور سے لوگ اس کو دیکھنے کے لئے آئیں گے اور اس کے پھل کو استعمال کر کے کیسا لطف اٹھائیں گے۔ اسی طرح اسلامی ترقی کے زمانہ میں لوگ کہہ سکتے تھے کہ طبعی طور پر یہ ایک رَو جاری ہے۔ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے چونکہ دعویٰ کیا ہے کہ مَیں خَاتَمُ النَّبِیّٖن ہوں اور قیامت تک میرا زمانہ رہے گا۔ اس لئے لوگ آپ کو قبول کر رہے ہیں۔ ضروری نہیں کہ یہ رَو ہمیشہ جاری رہے۔ پس بے شک ان لوگوں نے بھی محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عظمت و شان کے زمانہ کو دیکھا۔ مگر حق یہ ہے کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عظمت اور شان جو آج ہمیں نظر آ رہی ہے اس کا اندازہ اور قیاس بھی پہلے لوگ نہیں کر سکتے تھے۔ اس وقت کون کہہ سکتا تھا

کہ اس نظارہ میں اور موسیٰ ؑ کی فتوحات میں کوئی فرق ہے۔ مگر ہم آج تیرہ سو سال گزر جانے کے بعد اس عظمت کو سمجھ سکتے ہیں جو محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو حاصل ہوئی۔ اس شان و شوکت کا اندازہ لگا سکتے ہیں جو خدا نے آپ کو عطا فرمائی۔ اب سوائے اس کے کہ آپ کے خادموں اور غلاموں میں سے کوئی شخص دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا ہو اور کسی ماں کے بچے میں یہ طاقت نہیں کہ وہ کہہ سکے مجھے خدا نے دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا ہے۔ گردنیں جھک گئیں، زبانیں کٹ گئیں اور اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا کہ اب کوئی شخص آپ کے مقابلہ میں کھڑا نہیں ہو سکتا۔ جو آئے گا وہ آپ کا خادم ہو کر آئے گا تابع ہو کر آئے گا۔ شاگرد ہو کر آئے گا، ظل ہو کر آئے گا۔ تیرہ سو سال اس دعوے پر گزر چکے مگر کوئی شخص اس دعوے کو غلط ثابت نہیں کر سکا اور آئندہ بھی ایسا ہی ہو گا، دنیا ختم ہو جائے گی زمانہ گزر جائے گا مگر کوئی شخص آپ کے بالمقابل کھڑا نہیں ہو سکے گا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔"

(الفضل 5 جون 1960ء)